تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

تقریر

محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَإِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب:30)

یقیناً اللہ نے تم میں سے حُسنِ عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے سیرت **"محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ"**

محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ 27 اپریل 1940ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی بڑی بیٹی تھیں۔ ننھیال کی طرف سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی نواسی تھیں۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ پھر بی ایڈ لاہور سے کیا۔ آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ پہلی شادی نواب عبد اللہ خان صاحب کے بیٹے مکرم شاہد احمد خان صاحب سے 1962ء میں ہوئی تھی اور آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کی وجہ سے مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھا تھا۔ مکرم شاہد احمد خان صاحب سے آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے عامر احمد طارق خان واقفِ زندگی ہیں اور تحریک جدید میں خدمت انجام دیتے ہیں۔ اِن کے علاوہ ایک بیٹا مکرم علی باسل احمد ہیں اور تین بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے۔

1۔ مکرمہ امۃ الاعلیٰ ماہم صاحبہ زوجہ مکرم حبیب احمد خان صاحب (یوکے)

2۔ مکرمہ امۃ الاکبر ماریہ صاحبہ زوجہ مکرم مرزا توصیف احمد صاحب ربوہ

3۔ مکرمہ امۃ المعطی خرّم صاحبہ زوجہ مکرم مرزا توفیق احمد صاحب ربوہ

آپ کی دوسری شادی 1991ء میں اپنے کزن مکرم ڈاکٹر مرزا لئیق احمد صاحب ابن مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوئی جن سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

سامعین! آپ کو جماعتی خدمات میں عمومی طور پر مختلف رنگ میں مختلف جماعتی اداروں یا لجنہ کے شعبوں میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ بڑے تعاون اور بڑی عاجزی کے ساتھ جماعتی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ آپ ایک علمی مزاج رکھنے والی شخصیت تھیں۔ لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا، نثر اور شاعری دونوں کا شوق تھا جو کہ آپ کو وراثت میں اپنی نانی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے ملا تھا۔

آپ کی صاحبزادی امۃ المعطی خرم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ آپ اکثر اپنے جذبات کا اظہار نظم و نثر کی صورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے خطوط میں کیا کرتی تھیں۔ آپ کے کسی ایسے ہی خط کے جواب میں حضورؒ تحریر فرماتے ہیں

"تمہاری تو نثر بھی شعر ہوتی ہے، تمہیں شعر کہنے کی کیا ضرورت ہے، جن جذبات کا تم نے نظم و نثر میں اظہار کیا ہے وہ نہایت لطیف اور مترنّم ہیں اور درد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔"

پھر ایک اور مکتوب میں حضورؒ تحریر فرماتے ہیں:

''تمہارا محبت اور پیار اور فصاحت اور بلاغت کا مرقع خط ملا جذبات کی تو تم شہزادی ہو اگر اس موضوع پہ کتابیں لکھتیں تو وہ بقائے دوام پا جاتیں۔''

آپ کی والدہ سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کو بھی شعر و شاعری سے شغف تھا۔ آپ نے تین بہت اہم کتب رقم فرمائیں۔ آپ نے حضرت اماں جانؓ کی سیرت بھی لکھی۔ اس کے علاوہ ایک کتاب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے بارے میں بھی تحریر کی جس کا نام ''مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی'' ہے اور آپ نے تیسری کتاب حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم حضرت بو زینب صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت اور سوانح پر لکھی جس کا مسودہ مکمل ہو گیا تھا لیکن حالات کی وجہ سے اشاعت نہیں ہو سکی۔ آپ کی یہ تین کتابیں لجنہ کے لیے ایک اچھا لٹریچر ہے۔ یہ ادب اور تحریر کا مادہ آگے اولاد میں بھی منتقل ہوا اور مکرمہ امۃ المعطی خرّم اور مکرم عامر احمد طارق اِس میدان کے شہسوار ہیں۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور بہت سی خوبیوں کی مالک خاتون تھیں۔ آپ میں خلافت سے محبت اور اطاعت کا جذبہ بہت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ بہت ہی صابر خاتون تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ بڑی دُعا گو بچی ہے اور بڑی صابرہ۔ وہی بچی ہے جس کا پہلا بچہ ولادت کے وقت فوت ہوا اور اُسی وقت آدھے گھنٹے کے بعد جب ڈاکٹر نے فارغ کیا مَیں اُس سے ملنے گیا تو مسکراتے ہوئے چہرہ کے ساتھ وہ مجھے ملی۔ بچی نے نو مہینے تکلیف اٹھائی ہو لیکن پیدائش کے وقت پر بچہ فوت ہو جائے کچھ تو گھبراہٹ ہونی چاہیے تھی چہرہ پر؟ لیکن اِس قدر خوش مَیں نے اُس کا چہرہ دیکھا کہ مَیں خود حیران رہ گیا اور میرے دل نے اُس وقت کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو جلد ہی اس کا اجر بھی دے گا۔ چنانچہ اپنے وقت پر جب دوسرا بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی لڑکا تھا اور پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ بھی لڑکا تھا۔''

(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 844)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آپ کے بارے میں ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک دن خدام الاحمدیہ کے کسی پروگرام کے مطابق مجھے عصر کے بعد اپنے گھر سے دُور کسی محلے میں خدام کے کسی پروگرام میں شرکت کے لیے جانا تھا۔ میری بچی امۃ الشکور اُس دن بڑی سخت بیمار ہو گئی اور اُسے اسہال شروع ہوئے اور دیکھتے دیکھتے اُس کا وزن آدھا ہو گیا یعنی جسم کا پانی نچڑ گیا۔ میری طبیعت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ مَیں پروگرام کینسل کر دوں اور بچی کے پاس ٹھہروں، مَیں نے ہومیو پیتھک کی ایک دوا لے کر اُس کے منہ میں ڈالی اور منصورہ بیگم سے کہا کہ شفا دینا اور زندگی دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مَیں یہاں رہوں نہ رہوں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے السلام علیکم۔ مَیں جا رہا ہوں... خدا تعالیٰ کی یہ شان ہم دونوں نے دیکھی کہ جب مَیں واپس آیا تو بچی صحت یاب ہو چکی تھی۔''

(خطباتِ ناصر جلد نہم صفحہ 327 خطبہ جمعہ 4 دسمبر 1981ء)

سامعین! آپ کی نواسی مکرمہ ملاحت بیان کرتی ہیں کہ

''میری نانی ہمیشہ یہ کہا کرتی تھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ مُسکراتے رہا کرو کیونکہ یہ صدقہ ہوتا ہے۔ مَیں نے ان کو آخری بیماری میں بھی دیکھا کہ مُسکرا کر دیکھتی تھیں اور تکلیف میں بھی مُسکراتی رہتی تھیں۔''

آپ کی صاحبزادی امۃ المعطی خرم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

''اگر مجھے اپنی والدہ کی سیرت کو دو الفاظ میں بیان کرنا ہو تو مَیں کہوں گی **''صابر اور قول سدید''**۔ جھوٹ سے اس قدر نفرت تھی کہ ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ گُھما پھرا کے بات کرنا بھی جھوٹ ہوتا ہے ہمیشہ سیدھی بات کرنی چاہیے۔ ہم چھوٹے تھے جب ہماری والدہ اور والد کے درمیان علیحدگی ہو گئی تھی۔ ہم پانچوں بہن بھائی اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ بہت محدود وسائل میں ہماری پرورش کی لیکن کبھی ہم نے ان کو اپنے حالات کا رونا روتے نہیں دیکھا۔ اپنے حالات کا کسی کو علم نہیں ہونے دیتی تھیں یہاں تک کہ ہم بچوں کو بھی کبھی کچھ نہیں بتایا۔ ہماری دادی کو ان کے مزاج کا علم تھا اور آپ کو ہر وقت فکر لگی رہتی تھی۔ ہماری دادی ہم بچوں کو بُلا کر پوچھا کرتی تھیں کہ امی پریشان تو نہیں ہیں۔ وہ تو نہ کچھ مانگے گی نا کچھ کہے گی مجھے اُس کی فکر رہتی ہے۔''

آپ کبھی بھی کسی کے بارے میں کوئی غلط بات نہ کرتی تھیں، اپنے آپ میں ہی مگن رہتیں۔ آپ نے بڑی تحمل مزاجی کے ساتھ زندگی گزاری۔ آپ چندہ وصیت اور دیگر لازمی چندوں کی باقاعدہ حساب کر کے ادائیگی کرتیں۔ کوئی بھی آمدنی ہوتی اس پر سب سے پہلے حصہ وصیت ادا کرتیں۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی جس پر چندہ لازمی ہوتا اس کا چندہ ادا کرتیں۔ ایک دفعہ گھر کا پُرانا فریج فروخت ہونے پر سب سے پہلے چندے کی ادائیگی کی۔

آپ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ

"امی کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک خط ملا جس میں حضورؒ نے کسی مسجد کی تحریک میں زیور پیش کرنے پر امی کو بہت دُعاؤں سے نوازا تھا۔ اس بات کا ذکر کبھی امی نے ہمارے سامنے نہیں کیا۔ حضورؒ کے خط سے ہمیں امی کی وفات کے بعد پتہ چلا۔"

نمازوں کا التزام بڑے اہتمام سے کیا کرتی تھیں۔ آپ کو کچھ عرصہ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں ملازمت کرنے کا بھی موقع ملا۔ بعض دفعہ سواری نہ ملنے کی صورت میں پیدل گھر آتیں اور آتے ہی پہلے وضو کر کے نماز ادا کرتیں پھر کھانا کھاتی تھیں۔ اپنی بیماری کے آخری ایام میں بھی جب بہت زیادہ غنودگی رہتی تھی تو اُس وقت بھی جب آنکھ کھلتی نماز کا پوچھ کر نماز شروع کر دیتیں۔

آپ کے بیٹے مکرم عامر احمد طارق خان صاحب کہتے ہیں:

"اُمی ایک مجسّم صبر وصلوٰۃ تھیں اور ایسے الصابرین والعابدین بندوں کی صف اول میں کھڑی تھیں۔ اپنے عظیم باپ کی راہوں پر چلتے ہوئے ساری عمر مسکراتی رہیں اور مسکراتے ہوئے ہی اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئیں۔ جو چہرہ دیکھنے آتا یہی کہتا کہ لگتا ہے سوتے ہوئے مسکرا رہی ہیں۔

ایک زبردست مصنفہ اور شاعرہ تھیں۔ کبھی جماعتی مشاعروں میں سنا دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اُمی کو فرمایا کہ آج صبح جب میں سو کر اٹھا تو میری اس زبان پر یہ مصرعہ جاری تھا کہ

"صحرائے حیات میں تنہا کھڑا ہوں مَیں"

تم اس پر نظم کہو۔ یہ ہماری نانی حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد کی بات ہے۔ چند ماہ کے بعد حضورؒ کی وفات ہو گئی تو یہی مصرع اُمی کا حال اور جذبات بن گیا اور اُمی نے طرح مصرع کے ساتھ ایک زبردست نظم کہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نافلہ موعود تھے۔ آپ نے شروع خلافت میں قبولیتِ دعا کا نشان مانگا جو عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کثرت سے آپ کو الہام کیا کرتا تھا جس کا حضورؒ نے کئی دفعہ ذکر فرمایا لیکن حضورؒ بھی انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ضروری امور یا بوقتِ پریشانی جب چند لوگوں کو دعا کا کہتے تو اُمی کو بھی خاص اور توجہ سے دعا کرنے کا کہتے ہیں۔ 1967ء میں جب حضورؒ بعد خلافت پہلے دورہ پر تشریف لے گئے تو واپسی پر یکم ستمبر 1967ء کے خطبہ میں اُمی کی سفر سے متعلق خواب کا ذکر کیا اور فرمایا

"یہ بڑی دعا گو بچی ہے اور بڑی صابرہ"

خلافت کی عاشق تھیں اور خلیفۂ وقت کے لیے انتہائی جذباتی اور ہر حکم پر لبیک کہنے والی تھیں۔ اپنی زندگی کے جو اہم فیصلے کئے۔ چاہے وہ اپنے لیے تھے یا اپنی اولاد کے لیے۔ سب خلیفۂ وقت کی دعا سے اور حکم کے تابع لے کر کئے۔

مَیں دو سال یا اس سے بھی چھوٹا تھا جب دو منزلہ عمارت، جو ہمارا گھر ہے کی چھت سے گر گیا اور معجزۃً بچ گیا۔ حضورؒ نے بہت دعا کے بعد فرمایا کہ بچے کو نئی زندگی دی گئی ہے اور اس کی زندگی کی مصلحت یہ بتائی گئی ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا جائے۔ میرا یوں وقف ہونا امی کے لیے بہت خوشی لیکن بہت ہی جذباتی معاملہ تھا۔ ہر وقت یہی نصیحت ہوتی کہ تمہیں ابا نے بڑی دعاؤں سے وقف کیا ہے اور اتنی نصیحت اور اس واقعہ کا ذکر کرتی تھیں اور جب مَیں نے وقف کے لیے پیش کیا اور اللہ کے فضل سے قبول ہوا تو خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا اور بہت جذباتی ہو گئیں۔ (ضمناً ذکر کر دوں کہ حضورؒ نے اپنی وفات کے قریب خاکسار کو یہی وصیت کی تھی جو میرے مضامین میں چھپ چکی ہے)۔ بہر حال یہ اُمی کی دعا اور تربیت تھی کہ وقف کرنے کی راہ کے علاوہ کسی دوسری طرف دیکھنے بھی نہ دیا۔ الحمد للہ وجزاھا اللہ خیراً"

سامعین! آپ کافی عرصہ بیمار رہیں۔ آپ کی بیماری کافی تکلیف دہ تھی۔ بڑے حوصلے اور صبر سے آپ نے اس تکلیف کو برداشت کیا۔ آپ مورخہ 3 ستمبر 2019ء کو دوپہر تین بجے اپنے گھر میں بعمر 79 سال وفات پا گئیں۔ دو ہفتے پہلے آپ کو کینسر تشخیص ہوا تھا علاج کے لئے لاہور بھی لے جایا گیا اور ہر ممکن علاج ہو تا رہا لیکن تقدیر غالب آئی اور اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مورخہ 4 ستمبر 2019ء کو آپ کی نمازِ جنازہ بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دارالفضل میں قبر تیار ہونے پر آپ ہی نے دعا کرائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”ان کی بیماری کافی تکلیف دہ تھی۔ آخر میں پتا لگا کہ کینسر ہے لیکن بڑے حوصلے اور صبر سے انہوں نے برداشت کیا۔ یہ حضرت خلیفہ ثالثؒ بھی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے ہر تکلیف بڑی صبر سے برداشت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں اور ان کی اگلی نسل کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وفا کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 ستمبر 2019ء)

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری ”جنت کا باب“ جانے دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡